OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Print): 2710-2475
ISSN (online): 2710-3692
www.alsharqjr.com

Al-SHARQ
Vol.: 02, Issue: 01, Jan-June 2021, PP: 01 - 10

حضور نبی اکرم ﷺ اور تصورِ مساوات

Prophet Muhammad (SAW) and the Concept of Equality

Gulzar Ahmad Bhat
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies,
Islamic University of Science and Technology Awantipora, Jammu and Kashmir, India

Bashir Ahmed Malik
Lecturer, Department of Islamic Studies,
University of Azad Jammu & Kashmir, Muzaffarabad, Pakistan

Abstract

The people of the society divided on the basis of upper and lower, caste, rich and poor, color and race is much prone to create indifference and hatred, with the result such society shortly reaches to culmination. The prophet (SAW) provided humanity with strong values pertaining to knowledge, action, thinking and ethics, among them unity and equality of human beings is a prominent ethical standard. The concept of equality provided by the Prophet (SAW) is such a revolutionary education that destroys all the idols of racial and tribal superiority. Such equality encompasses each and every aspect of the Islamic way of life, whether it is individual or social life, legal or judicial affairs, socio-economic of individual or state affairs. Therefore, in Islamic society equality shall be in priority which is the principle of the Prophetic way of life.

Key Words: *Quran, Hadith, human rights, equality*

تمہید:

تفاخر کا نظریہ فقط جاہل اور غیر مہذب عربوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ روئے زمین پر جو متمدّن اور شائستہ قومیں آباد تھیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں اس بیماری میں مبتلا تھیں۔ کہیں اپنی نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا، کہیں ان کے وطن کی سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی اور کہیں زبان و رنگ وجہِ افتخار بنے ہوئے تھے۔اس فاسد نظریہ نے مختلف قوموں کو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر قوم اپنی نسلی شرافت اور اپنے خطہ زمین کی عظمت کے باعث اپنا یہ حق سمجھتی تھی کہ وہ دوسرے ممالک کو تاخت و تاراج کرے، ان کی دولت کو لوٹے، ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرے۔ اس شر انگیز نظریہ کے باعث جنگ و جدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا اور شرفِ انسانی کی قبا تہذیب و تمدّن کے علمبرداروں کے ہاتھوں تار تار ہوتی رہی۔ یہ گمراہیاں اور بے اعتدالیاں صرف اس زمانہ میں ہی موجود نہ تھیں جنہیں ازمنۂ مظلمہ کہا جاتا ہے بلکہ آج بھی ان کی ہلاکت آفرینوں سے انسانیت کی جبیں شرم کے مارے عرق آلود ہوتی رہتی ہے۔اپنی قومی برتری کا یہ

CC BY

غرور تھا جس نے جرمن قوم میں ہٹلر کا روپ اختیار کیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وطنیت، قوم، رنگ، نسل اور زبان کے بتوں کی پُوجا آج بھی اسی زور شور سے ہو رہی ہے۔ دورِ جدید میں انسانی اقدار و حقوق کی پامالی عروج پر ہے۔

سسکتی انسانیت کے بقاو تحفظ کے لئے مختلف ممالک میں مرحلہ وار بنیادوں پر انسانی حقوق، بنیادی حقوق اور مساوی حقوق کے اعلامیے تیار کیے گئے کہ جن کا نقطۂ عروج حقوقِ انسانی کا بین الاقوامی منشور (Universal Declaration Of Human Rights 1948) ہے جسے 10 دسمبر 1948ء کو اقوامِ متحدہ میں پیش کیا گیا تھا۔ بین الاقوامی سطح پر اس کوشش کو بہت سراہا گیا اور کئی ممالک نے اس کی دفعات اپنے اپنے آئین (Constitutions) میں شامل کیں اور ان کے نفاذ کا وعدہ کیا، بہت سے کمیشن قائم ہوئے لیکن عملی صورت حال کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی قابل ذکر اور اُمید افزا تبدیلی نظر نہیں آتی بلکہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"۔

اسلام محض ایک مذہب یا طرزِ معاشرت نہیں بلکہ یہ ایک آفاقی قانونِ فطرت ہے جو اپنے وجود سے لے کر آج تک اور رہتی دنیا تک نسل انسانی کی رہبری و رہنمائی کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، لیکن جب عقل و شعور مسخ ہو جائے تو قانون فطرت کی مصلحتوں، باریکیوں اور حکمتوں تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے اعتراضات، نقائص کا دَر آنا لابدی امر ہے۔ انہی عقلی لغزشوں نے اسلام یا حضور نبی اکرم ﷺ کے پیش کردہ تصوّرِ مساوات میں بھی نقص نکالنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے بہت سے مسلم بھی مغالطہ کا شکار ہو جاتے ہیں اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ مساوات کیا ہے؟ اور اسلامی تصوّر مساوات سے کیا مُراد ہے؟

Oxford ڈکشنری میں اسکی تعریف یوں آئی ہے:

> *"The fact of being equal in rights, status, advantages, etc: racial/social/ sexual equality-equality of opportunity-the principle of equality before law."*[1]

"مساوات کے معنی یکساں ہونے اور برابری کے ہیں بالخصوص حقوق، مراتب اور مواقع میں یکساں ہونا۔۔۔"

مساوات کی چند اقسام یہ ہیں:

فطری مساوات

سماجی مساوات

شہری مساوات

سیاسی مساوات

معاشی مساوات

قانونی مساوات

مساوات کا متضاد عدم مساوات ہے۔ اور عدم مساوات دو قسم کا ہوتا ہے:

ا۔ فطری عدم مساوات

اس کو ختم کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ فطری عدم مساوات کا ہونا خود خالق کائنات کے اس عظیم شاہکار کے لئے باعثِ زیب وزینت ہے ورنہ کیا بعید تھا کہ وہ ساری دنیا کو ایک رنگ میں رنگ دے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ فرمایا گیا:

"وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا"[2]

"اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو دونوں کے درمیان ہے اسے بے مقصد نہیں بنایا۔"[3]

۲۔ مصنوعی عدم مساوات

یہ عدم مساوات غلط ہے اس صورت میں کہ اگر یہ قانون فطرت اور منشاء خداوندی کے خلاف ہو۔ لہٰذا اس کی اصلاح و درستی اور مطلق مساوات کا نعرہ دے کر ہر طرح کے مساوات کا دعویٰ پیش کرنا قانونِ فطرت کی تغلیط ہے۔

مساوات کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں لیکن جہاں بھی مساوات کا ذکر آتا ہے وہاں مطلق مساوات مُراد نہیں ہوتا، کیونکہ مطلق مساوات ممکن ہی نہیں۔ فطری طور انسانوں میں مختلف اعتبارات سے تفاوت ہے۔ جیساکہ خود لوگوں کے اندر بعض قوی اور بعض کمزور ہوتے ہیں، بعض ذہین جب کہ بعض کند ذہن ہوتے ہیں، کچھ پست قد تو کچھ طویل قامت، کچھ کی رنگت سفید تو کچھ سیاہ فام ہیں۔ لہٰذا جب خالق ازل نے خود اپنی مخلوق میں مطلق مساوات نہیں رکھی تو ہم اس سے مطلق مساوات کیسے مراد لے سکتے ہیں؟

مساوات کے لفظی معنی برابری کے ہیں، لیکن اس کا یہ مفہوم ہر گز نہیں کہ تمام افرادِ معاشرہ کو اعلیٰ اور ادنیٰ کاموں اور خدمات کا ایک ہی معاوضہ اور صلہ دیا جائے، بلکہ شریعت کے حکم کے مطابق لوگوں سے موقع کے حصول میں مساوات ہو اور اس حوالے سے مساوات کی دو اقسام قابلِ غور ہیں:

ا۔ قانونی مساوات:

قانونی مساوات سے مُراد یہ ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی مفلوک الحال اور مفلس ہو یا خوشحال سرمایہ دار، رنگ کا کالا ہو یا گورا، عالم ہو یا جاہل قانون سے بالاتر نہیں۔ اگر اس سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے تو اس کی حیثیت اور مال و دولت کے بناء پر کوئی رعایت نہ برتی جائے۔

۲۔ معاشرتی مساوات

معاشرتی مساوات کا مفہوم یہ ہے کہ اجتماعی زندگی میں کسی کو اولیّت حاصل نہیں ہے بزرگی اور عظمت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

"يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ"[4]

"اے لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنادیئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تو تم سب میں عزّت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا باخبر ہے۔"[5]

یہاں تک اس بحث کا حاصل یہ ہوا کہ انسانوں میں فطری تفاوت ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے فطرت کے اس اصول کو برقرار رکھتے ہوئے باقی سبھی انسانی تراشیدہ تفاوتوں کا ربّانی احکامات کے تناظر میں قلع قمع کرکے حقیقی مساوات کا عملی نفاذ کرایا۔

رنگ و نسل، وطن و قوم کی تفریق مٹا کر حضور نبی اکرم ﷺ کا عملی اقدام:

یہ صرف حضور نبی اکرم ﷺ کا قائم کردہ نظام ہی ہے کہ جس نے بیجا تفاوت و تفاخر کی تمام بنیادوں کو منہدم کر کے رکھ دیا کہ جن پر مختلف قوموں نے اپنی اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انسانیت کے سامنے اس وقت مساوات کا درس دیا جب قریش نسبی تفاخر میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ اپنے سوا تمام انسانوں کو ہیچ سمجھتے تھے ان کی نظروں میں خدا کی بادشاہت فقط ان ہی کے لئے تھی۔ وہ اپنے آبائی مذہب پر فخر کرتے اور اپنی نسلی نجابت پر اِتراتے تھے ،مگر ہادی عالم ﷺ نے بہت ہی کم عرصے میں تعلیماتِ قرآنی کے موثر ذریعہ سے اس بات کا قلع قمع فرما کر ایک ایسی عالمگیر برادری قائم کی جس کا اصل الاصول مساوات تھا اور جس کی تاسیس مواخات، محبت، عفو اور کرم پر تھی،اس برادری کا طرۂ امتیاز یہ تھا کہ سب ایک دوسرے کو عزّت کی نظر سے دیکھتے تھے، یہ وہ برادری تھی جس میں ایک سیاہ فام حبشی اپنے تقویٰ کی بنیاد پر ایک قریشی شہزادہ سے زیادہ معزّز ہوگیا۔اس مساوات نے ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ آقا اور غلام قانون کی نظر میں یکساں ہو گئے۔ خطبہ حجۃالوداع جسے تاریخ انسانیت میں حقوق انسانی کا پہلا اور باضابطہ چارٹر ہونے کا درجہ حاصل ہے کے موقع پر صحابہ کرامؓ کے عظیم اجتماع سے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"ألا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأحمر على أسود ولا لأسود على أحمر إلا بالتقویٰ"[6]

"بیشک! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر سوائے تقویٰ کے فضیلت حاصل نہیں۔"

حضور اکرم ﷺ نے رنگ و نسل، وطن و قوم کی تفریق کا خاتمہ کر کے مساوات کے ایسے انقلابی تصوّر کا عملی نفاذ فرمایا کہ ایک حبشی غلام کو موذن مقرر فرمایا اور ایک غلام زادہ حضرت زیدؓ کی شادی اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحشؓ سے کی۔[7]

غلام و آقا کے رشتہ کے متوازن اصول کی فراہمی:

یورپ آج اس بات پر اِتراتا ہے کہ اس نے غلامی کا سدّ باب کیا،اس کی روک تھام کے لیے قانون وضع کئے مگر جو امتیازی سلوک انکے ہاں رائج ہے وہ صاف صاف بتاتا ہے کہ اس آزادی کا دوسرا نام غلامی ہے اور وہ قدیم زمانہ کی غلامی سے بھی بدتر ہے۔ پہلے صرف جسم غلام ہوتے تھے اب روح اور دماغ کو غلام بنایا جاتا ہے۔اسکے برعکس ہادی عالم ﷺ کا سلوک غلاموں کے ساتھ کیا تھا آیئے اس کے لیے خطبہ حجۃالوداع سے ہی استشہاد کرتے ہیں۔فرمایا:

"اے مسلمانو! تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ان سے اتنا ہی کام لو جتنا آسانی سے وہ کر سکیں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم اپنے دوستوں اور عزیزوں سے روا رکھتے ہو، جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ ان کے لئے بھی ناپسند کرو، جو خود کھاؤ وہ ان کو بھی کھلاؤ، جو خود پہنو وہ انہیں بھی پہناؤ۔"[8]

کیا کسی مذہب یا تہذیب کا علمبردار اور کوئی مقنن غلاموں کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار آج تک کر سکا ہے؟ ہرگز نہیں۔اس کا چارہ اور علاج صرف محمد عربی ﷺ کے عطا کردہ نظام میں ہے۔

قانونی مساوات کے عملی نمونے:

حضور نبی اکرم ﷺ کا عطا کردہ حقِ مساوات صرف عمومی یا سماجی و معاشرتی نوعیت ہی کا نہیں بلکہ قانونی اور ریاستی سطح کا بھی حامل ہے۔ اسلامی ریاست کے تمام شہری یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔ اسلام کے عطا کردہ قوانین کے نفاذ کے باب میں شہریوں نے کسی بھی نوعیت کا امتیاز روا نہیں رکھا۔ حضور اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اس نوعیت کے بے شمار نظائر کا حامل ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کی خاندانی شرافت کا خیال آیا کہ جس نے فتح مکہ کے موقع پر چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کون رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش کرے گا؟ انہوں نے کہا کہ صرف اسامہ بن زید ہی ہیں جو حضور ﷺ کے لاڈلے ہیں۔ اس عورت کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو اسامہ بن زید نے اس کے حق میں سفارش کی تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کر رہے ہو۔ پس حضرت اسامہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھے معاف فرما دیجئے جب عشاء کا وقت ہوا تو حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی اس کے لائق تعریف کی پھر فرمایا: بیشک تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ جب کبھی کسی امیر نے چوری کی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور جب کبھی کسی کمزور نے چوری کی تو اس پر حد قائم کر دیتے اور میں وہ ہوں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کے ہاتھ کاٹتا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔[9]

مساواتِ انسانی کا عملی پیغام:

ہجرت کے دوسرے سال ۱۲ رمضان المبارک بروز ہفتہ حضور اکرم ﷺ اپنے تین سو تیرہ (۳۱۳) صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ منورہ سے میدانِ بدر کی طرف کوچ کر رہے ہیں، امنِ عالم اور تحفظ انسانیت کے لئے کوچ کئے ہوئے اس قافلہ کے ساتھ صرف ایک گھوڑا اور اسّی (۸۰) اونٹ تھے۔ اس صورتحال کو مدّ نظر رکھ کر حضور نبی اکرم ﷺ نے ہر تین صحابہ کے لئے ایک اونٹ مقرر فرمایا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ سلّم نے انہیں باری باری سوار ہونے کا حکم فرمایا حتّٰی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ سلم نے اپنی سواری مبارکؑ کو بھی اپنے لئے خاص نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اپنی سواری میں سیدنا علیؓ اور مرثد بن ابی مرثدؓ کو شریک کر لیا ہے۔ کیونکہ اس نورانی قافلہ کی روانگی کا مقصد ہی یہی تھا کہ باطل کی ہٹ دھرمی، گمراہی و حق تلفی ختم کی جائے اور عدل و انصاف اور مساواتِ انسانی کا پیغام عام کیا جائے۔ مدینہ طیّبہ سے جب قدسیوں کا یہ لشکر نکلتا ہے تو حضور ﷺ اونٹنی پر سوار ہیں۔ مقررہ مسافت طے کرنے کے بعد آپؐ اُتر جاتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان میں سے ایک سوار ہو جائے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ان کی باری پر بھی آپؐ ہی سوار رہیں اس سے انھیں روحانی مسرّت ہوگی۔ حضور ﷺ جانتے ہیں کہ یہ پیشکش صدقِ دل سے کی جا رہی ہے لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی مخلصانہ پیشکش کو قبول نہیں فرماتے بلکہ انھیں یوں جواب دیتے ہیں:

"مَا اَنْتُمَا بِاَقْویٰ مِنِّیْ وَلَا اَنَا اَغْنِیْ عَنْکُمَا مِنَ الْاَجْرِ"[10]

"کہ نہ تم مجھ سے زیادہ طاقت ور ہو اور نہ یہ بات ہے کہ تمھیں مجھ سے زیادہ اجر و ثواب کی ضرورت ہے۔"

چشم فلک نے بھی ایسا منظر نہ دیکھا ہوگا کہ لشکر کا سپہ سالار، اُمّت کا سردار اور مجاہدین کا محبوب قائد، اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں لیے پیدل چل رہا ہے اور ایک سپاہی اونٹنی پر سوار ہے۔ اسطرح حضور ﷺ نے ساری دنیا کو عملی طور مساوات انسانی کا ایک عظیم

درس دیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کا وقت آتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اس کی بنیادیں کھود رہے ہیں۔ پتھر اور گارا اُٹھا اُٹھا کر لا رہے ہیں۔ حضور ﷺ اپنی چادر مبارک اُتار کر رکھ دیتے اور اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے، غلام بھی اپنے آقا ﷺ کی اتباع میں اینٹیں اور گارا ڈھونے لگے، ان کے لبوں پر یہ شعر مچل اٹھتا:

"لئن قعدنا والنّبی یعمل   لذاك منا العمل المضل"[11]

جنگ احزاب کا ذکر ہے کہ جب عرب کے سارے مشرک قبائل نے ۲۴ ہزار کی بڑی فوج لے کر نہتے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا۔ اسلام کے اس مرکز کے دفاع کے لئے خندق کھودنے کا منصوبہ طے ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضور ﷺ ہاتھ میں کدال لیے خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ چہرہ اقدس پر مٹی گر رہی ہے، اس روح پرور منظر کو دیکھ کر مجاہدین اسلام پر کیف و مستی کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور وہ بے ساختہ یہ کہہ رہے ہیں:

"نحن الذین بایعوا محمدًا   علی جهاد ما بقینا ابدًا"[12]

صحابہ کرام بار بار عرض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ تکلیف نہ فرمائیں مگر اس کام میں آپؐ اسی انہماک سے مشغول رہے۔ مٹی کھودی جارہی تھی رجز پڑھے جا رہے تھے حضور نبی اکرم ﷺ بھی مٹی کی ٹوکریاں بھر بھر کر اٹھاتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ رجز خوانی کر رہے ہیں۔

کیا مساوات کی ایسی شاندار مثال تاریخ انسانیت میں مل سکتی ہے اور کیا یہ وہ مساوات نہیں جس پر عمل کرنے سے انسانی دکھوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے، دنیا کا اضطراب مٹ سکتا ہے اور سارا جہان امن، سکھ اور طمانیت قلب حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ اکبر! مساوات کے حوالے سے کیا پژمردہ قلوب میں روح حیات دوڑانے کے لئے یہی ایک واقعہ کافی نہیں؟

نبی اکرم ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے، راستہ میں پڑاؤ ہوا۔ مختلف حضرات کو مختلف ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ کوئی خیمے نصب کر رہا ہے، کوئی سواری کے جانوروں کے چارہ کا انتظام کر رہا ہے۔ کوئی پانی بھر کر لا رہا ہے، کوئی آٹا گوندھ رہا ہے۔ سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ چپکے سے وہاں سے اٹھ کر کہیں چلے جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ دیر بعد حضور ﷺ کو اپنے درمیان نہ پا کر بے چین ہو گئے، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دور سے ایک نورانی پیکر نظر آتا ہے اور جب قریب ہوتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران و ششدرہ رہ جاتے ہیں کہ ان کے آقا و مرشدؐ جنگل سے لکڑیاں چن کر ان کا گٹھا بنا کر اپنے سر پر اُٹھا کر لا رہے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے یہ زحمت کیوں گوارا کی ہم غلام اس خدمت کے لیے کافی نہ تھے۔ حضور ﷺ بڑی سادگی سے فرماتے ہیں:

"یہ سچ ہے مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میں اپنے آپ کو ممتاز کروں۔ خدا اس بندہ کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں سے ممتاز بنتا ہے۔"[13]

آخری ایام میں جب آپ ﷺ نے رومیوں کی روک تھام کے لئے فوج روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر عساکر مقرر فرمایا، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے، اس وقت سینکڑوں قریشی اور ہاشمی مدینہ منورہ میں موجود تھے، آپؐ ان میں سے کسی کو منتخب فرما سکتے تھے مگر مساوات کی عملی تعلیم دینے اور نسبی فخر مٹانے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ

کو نامزد فرمایا۔جس نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ در حقیقت پیغمبر مساوات ہیں اور اس دنیا میں رنگ و نسل کے بت توڑنے آئے ہیں۔

مساواتِ انسانی کے حوالے سے سیرت نبوی ﷺ کی ایک اہم اور نمایاں ترین دستاویز خطبہ فتح مکہ بھی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس تاریخی خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے انسانی مساوات اور وقار کے منافی قوانین اور طبقاتی و نسلی امتیازات کے خاتمہ کا اعلان یوں فرمایا:

"اے جماعت قریش! بے شک اللہ نے تمہاری جاہلانہ نخوت اور آباء واجداد پر فخر کرنے کا غرور آج مٹا دیا تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے۔"[14]

پھر مساوات اور عدالت کے اقدار عالیہ کے عملی ثبوت کے تحت آپ ﷺ نے اپنے انتقال سے قبل یہ اعلان عام کرایا:

"ألا من كنت جلدت له ظهرًا فهٰذا ظهري فليستقد، ومن كنت شتمت عرضًا فهٰذا عرضي فليستقد"

"سن لو! میں نے اگر کسی کی پیٹھ پر کوئی چھڑی یا ضرب لگائی ہے تو میری پیٹھ حاضر ہے وہ مجھ سے بدلہ لے لے، اور جس کو میں نے عزت وآبرو کے بارے میں کوئی نازیبا بات کہی ہے تو وہ بھی مجھ سے بدلہ لے لے۔"[15]

حضور نبی اکرم ﷺ نے مساواتِ انسانی کے جس عملی نمونہ کو پیش کیا یہ جھوٹی شرف و فضل کے دعویداروں کے لئے ضربِ کاری تھی اسی لیے تو اقبالؒ نے جاوید نامہ میں "نوحہ روح ابو جہل در حرم کعبہ" کے عنوان سے واشگاف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"مذہب او قاطع ملک و نسب — از قریش و منکر از فضلِ عرب!
در نگاہِ او یکے بالا و پست — با غلام خویش بر یک خواں نشست!
قدر احرار عرب نشناختہ — با کلفتانِ حبش در ساختہ
احمراں با اسوداں آمیختند — آبروئے دودمانی ریختند!!"[16]

"ان (حضرت محمد ﷺ) کا لایا ہوا دین وطنیت اور قومیت کی جڑیں کاٹ دیتا ہے، ذرا دیکھو تو خود قریش سے ہیں مگر اہلِ عرب کی فضیلت اور برتری کے منکر ہیں۔ان کی نظر میں بلند اور پست یا اعلیٰ و ادنیٰ برابر ہیں، انہوں نے اپنے غلام کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھایا۔ انہوں نے عرب کے شرفاء اور آزاد لوگوں کی قدر نہیں، آپؐ نے حبشہ کے موٹے موٹے غلاموں کے ساتھ ملکر ایک ہوگئے ہیں۔ گوروں کو کالوں کے ساتھ ملا دیا ہے اور یوں خاندانی عزّت وآبرو کو خاک میں ملا دیا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ مخالفین کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ذات پات، رنگ و نسل کی بے بنیاد وں امتیازات کے بتوں کو اپنی پاکیزہ تعلیمات اور عملی اقدامات سے پاش پاش کر دیئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اسی قائم کردہ نظام مساواتِ انسانی کو دیکھ کر یورپی مؤرخ Philip K. Hitti یوں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

Down through the ages this institution has continued to serve as the major unifying influence in Islam and the most effective common

bond among the diverse believers. It rendered almost every capable Moslem perforce a traveller for once in his life time. The socializing influence of such a gathering of the brotherhood of believers from the four quarters of the earth is hard to over-estimate. It afforded opportunity for Negroes, Berbers, Chinese, Persians, Syrians, Turks, Arabs, Rich and poor, high and low to fraternize and meet together on the common ground of faith. Of all world religious Islam seems to have attained the largest measures of success in demolishing the barriers of race, colour and nationality.[17]

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے کردار و عمل کو خُلقِ محمدیؐ کے سانچے میں ڈال لیں۔ صرف اُسی صورت میں ہم نظام مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو قانونِ اسلام کی مثالی شان اور برکتوں کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں اور مادیت گزیدہ انسانیت کو وہ تریاق پیش کر سکتے ہیں، جس کی اسے اشد ضرورت ہے اور جس کے ہم امین ہیں۔

نتائج البحث:

حضور نبی اکرم ﷺ نے مساوات انسانی کا جو عملی نمونہ پیش کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آج بھی ہم انسانی مساوات کے ایسے قوانین مرتب کر سکتے ہیں جس کی رو سے تمام انسانوں کی یکساں حقوق حاصل ہوں۔ بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے میثاق مدینہ، فتح مکہ اور خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں افضلیت کے معیارات کا تعین کیا جا سکتا ہے نیز سیرت طیبہ کی روشنی میں مساوات کے علمبرداروں کو یہ باور کرایا جا سکتا ہے کہ اصلی مساوات کا عملی نمونہ کیسے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اہل عرب اور وحشی قوم میں جہاں مساوات کے مختلف معیارات قائم کئے گئے تھے حضور نبی اکرم ﷺ نے کیسے مساوات قائم کی اور ایک پُر امن معاشرے کی بنیاد رکھی جہاں عرب کے تمام قبائل کے لوگوں کو یکساں حیثیت دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ معاندین اسلام بھی اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سسکتی انسانیت کو ایک ایسا نظام دیا جہاں سب کو مساوی حقوق حاصل ہیں اور سب کو پُر امن، پُر وقار زندگی بسر کرنے کا بھرپور حق حاصل ہے۔

سفارشات:

- سیرت طیبہ کی روشنی میں ایسے قوانین مرتب کئے جائیں جن کی رو سے سب انسانوں کو یکساں حقوق مل سکیں۔
- اسلامی قوانین کی تشریح اس انداز سے کی جائے کہ مادیت زدہ انسانیت اسلام کی حقانیت کو سمجھ سکے۔
- سیرت طیبہ کی روشنی میں امتیازی قوانین کا خاتمہ کیا جائے۔
- مساوات کی عملی تعلیم دی جائے اور سیرت طیبہ سے ایسی مثالیں پیش کی جائیں جن سے ہمارا معاشرہ مستفید ہو۔
- انسانی حقوق کی تنظیموں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔
- بنیادی انسانی حقوق کو اجاگر کرنے کے لئے اجتماعات اور وعظ و نصیحت کا انداز اختیار کیا جائے۔
- لوگوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ وہ اپنے حقوق و فرائض کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سمجھ سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] A. S Hornby, *Oxford Advanced Learner's Dictionary*, Sixth edition, Oxford Universal Press, P:422

[2] سورۃ ص، ۲۷

Sūrah Ṣād, 27

[3] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عرفان القرآن، مکتبہ انوار المصطفیٰ، مغل پور حیدرآباد، ص: ۷۲۲، ۷۲۳

Dr. Muḥammad Tahir ul Qadri, *'Irfān al Qur'ān*, (Hyderabad: Maktabah Anwār al Muṣṭafa), pp: 722, 723

[4] سورۃ الحجرات، ۱۳

Sūrah al Ḥujarāt, 13

[5] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عرفان القرآن، ص: ۸۲۶، ۸۲۷

Dr. Muḥammad Tahir ul Qadri, *'Irfān al Qur'ān*, pp: 826, 827

6 احمد بن حنبل، المسند، حدیث نمبر: 23489، عالم الکتب، بیروت، ۱۹۹۸ء، ط: اول، ج، ۵، ص: ۴۱۱،

Aḥmad bin Ḥambal, *Al Musnad*, Ḥadīth # 23489,Aalim ul Kutoob,Beroot,1998,voll:5,pp:411,

[7] الازہری، جسٹس پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلکیشنز، لاہور ۱۳۹۹ھ، ۴: ۵۹

Al Azharī, Justice Muḥammad Karam Shah, *Tafsīr Ḍiā' al Qur'ān*, (Lahore: Ḍiā' al Qur'ān Publications, 1399), 4: 59

[8] علم الدین سالک، نقوش رسول نمبر، داتا بکڈپو، دریا گنج، نئی دہلی، ۹: ۳۰۱

Sālik, 'Alam al Dīn, *Nuqūsh e Rasūl Number*, (New Delhi: Dātā Book Depot), 9: 301

[9] الخطیب، محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، فرید بُک سٹال، اُردو بازار، لاہور، کتاب الحدود، باب: الشفاعۃ فی الحدود، حدیث نمبر: ۳۴۴۷

Al Khaṭīb, Muḥammad bin 'Abdullah, *Mishkāt al Maṣābīḥ*, (Lahore: Farid Book Stall), Ḥadīth # 3447

[10] جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، مقالات، المجمع المصباحی مبارکپور اعظم گڑھ (یوپی)، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۴۱

Al Azharī, Justice Muḥammad Karam Shah, *Maqālāt*, (Azamgarh: Al Majma' al Miṣbāḥī, 2005), p: 141

[11] ایضاً، ص: ۱۴۰

Ibid., p: 140

[12] ایضاً، ص: ۱۴۰

Ibid., p: 140

[13] علم الدین سالک، نقوش رسول نمبر، داتا بکڈپو، دریا گنج، نئی دہلی، ۹: ۳۰۴

Sālik, 'Alam al Dīn, *Nuqūsh e Rasūl Number*, 9: 304

14 ابو داؤد، اشعث بن سلیمان السجستانی، سنن، باب التفاخر بالاحساب، مترجم: ابو عمار عمر فاروق سعیدی، مکتبہ دار السلام، ۱۴۲۷ھ، حدیث نمبر: ۵۱۱۶، ج: 4، ص: ۸۲۷

Abu Dawood, Ashaass bin Suliman Als Sjistani,Sunan,Bab ult Tfakhur bil Ahsab,Tar,Abu Ammar Umer Farooq Saeedi, Maktba Dar us slam,1427 ,hadith#5116,voll ,4,pp:827

[15] جناب حکیم محمود احمد ظفر، پیغمبر اسلامؐ اور بنیادی انسانی حقوق، بیت العلوم، لاہور، ص: ۱۰۵

Ḥakīm Mahmood Aḥmad Ẓafar, *Payghambar e Islām or Bunyādī Insānī Ḥaqūq*, (Lahore: Bayt al ʻUlūm), p: 105

[16] علامہ اقبال، جاوید نامہ، نوحہ روح ابو جہل در حرم کعبہ، مکتبہ دانیال، لاہور، ص: ۷۴۲

Allama Iqbal, *Jawayd Nāmah*, (Lahore: Maktabah Danyal), p: 742

[17]Philip K. Hitti, History of the Arabs, (London: Macmillan Education Ltd.), p: 136